

انتخاب

الموطا سے سنت و حدیث سے اجتہاد

[۱۳۵۱ھ میں مولانا عبداللہ سندھی مرحوم کی زہد نگرانی اور ان کے حاشیوں کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہ کی عربی شرح الموطا ”الموسى من احادیث الموطا“ شائع ہوئی تھی۔ اس کے شروع میں حضرت شاہ صاحب کی الموطا کی فارسی شرح المصنفی کا مقدمہ جن فارسی میں ہے، اس کا عربی میں ترجمہ کر کے شامل کیا گیا تھا۔ یہ اقتباسات اس عربی مقدمہ سے لئے گئے ہیں۔ ”مذہب“

الموطا کی اہمیت

مجھے بذریعہ الہام امام عظیم حجۃ الاسلام مالک بن انس کی کتاب الموطا کی طرف اشارہ کیا گیا اور یہ خیال آہستہ آہستہ میرے ذہن میں تقویت پکڑتا گیا اور مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اس وقت علم فقہ میں کوئی کتاب بھی امام مالک کی الموطا سے قوی تر نہیں ہے۔

اب جہاں تک کتاب الموطا کے مصنف امام مالک بن انس کا تعلق ہے ان کی فضیلت کسی سے مخفی نہیں۔ آج الموطا کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں موجود ہے جسے تبع تابعین میں سے کسی امام نے مرتب کیا ہو۔ نیز کوئی ایسی کتاب موجود نہیں جس کے مصنف کے بلند مرتبے کی وجہ سے اہل الحدیث کا اس پر اس طرح اتفاق ہوا ہو جسے الموطا پر ہوا۔ کیونکہ تبع تابعین کے زمانے میں امام مالک جیسے لوگ کم تھے۔ اور ان میں سے بھی کسی نے کوئی کتاب تالیف نہیں کی۔ چنانچہ تبع تابعین میں جو ائمہ فقہ تھے ان میں سے الموطا کے سوا کسی کی کوئی تالیف نہیں ہے۔

الشافعی کا قول ہے :- جب علماء کا ذکر کیا جانا ہے ۔ تو ان میں مالک کی حیثیت ستارہ (نجم) کی ہے (ان کے علوئے مرتبہ اور ان سے روشنی کے ظہور کی وجہ سے یہ تشبیہ دی گئی ہے) ان کا ایک اور قول ہے ۔ مجھ پر اللہ کے دین کے معاملے میں مالک رحمہ سے زیادہ کسی شخص کا احسان نہیں ہے نیز الشافعی کہتے ہیں :- مالک رحمہ اور ابن عیینہ دونوں ہم عہد ہیں ۔ اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو حجاز کا علم ضائع ہو جاتا ۔

الشافعی کا ایک اور قول ہے کہ علم ان تینوں پر گھومتا ہے :- مالک بن انس ، سفیان بن عیینہ اور لیث بن سعد ۔ سفیان بن عیینہ علم حدیث کے ضامن میں کہتے ہیں :- عنفریب لوگ اونٹوں پر سوار ہو کر علم کی تلاش میں نکلیں گے تو انہیں عالم مدینہ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ملے گا ۔ ہمارے نزدیک عالم مدینہ سے ان کی مراد مالک بن انس سے ہے ۔ ابن عیینہ ہی کا قول ہے :- اللہ مالک پر اپنا فضل و کرم کرے ۔ وہ لوگوں پر انتقاد کرنے میں کتنے سخت تھے ان کا ہی ایک اور قول ہے :- مالک صحیح حدیث ہی تک پہنچتے ہیں وہ فقہ لوگوں سے روایت کرتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ مالک کی موت کے بعد مدینہ اجڑ جانے کا ۔

امام مالک کے زمانے میں اور آپ سے پہلے مدینہ منورہ فضلاً کا مرجع اور علما کا مرکز تھا ۔ اس لئے عہد اول کے جلیل القدر اصحاب فتاویٰ کے جو علم میں دنیا کے قبلہ مقصود تھے ' عہد میں مدینہ منورہ میں ایک زمانے تک سرچشمہ علم جاری رہا ۔ امام مالک الہی بزرگوں کے علمی وارث بنے اور آپ نے اس عظیم الشان کام کا بار اٹھایا ۔ آپ نے ان بزرگوں سے اس طرح رودر رو علم حاصل کیا ' جیسے ہم میں سے کوئی دوسرے سے ایک ٹھوس چیز جو چھوٹی جا سکتی ہے اپنے ہاتھ سے اس طرح لے کہ اس چیز کے لینے دینے میں کسی قسم کا شک نہ رہے ۔ امام مالک نے ان بزرگوں سے جو کچھ اخذ کیا ' اسے اپنی کتاب میں جمع کر دیا ۔ جو محدثین اور فقہاء کی مرجع بنی ۔

کتاب الموطا کی صحت کے بارے میں الشافعی کا قول ہے :- روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد کتاب المالک (الموطا) صحیح ترین ہے اور الشافعی ہی سے روایت ہے کہ کتاب المالک (الموطا) سے بڑھ کر قرآن مجید سے فریب ترین کتاب

زمین پر کوئی نہیں ہے اور انہی سے یہ روایت ہوئی ہے :- کتاب اللہ کے بعد زمین پر موطا مالک سے بڑھ کر کوئی غلطیوں سے پاک (اکثر صواباً) کتاب نہیں ہے ۔ الحافظ مغطانی (الحنفی) کا قول ہے کہ جس نے سب سے پہلے ”الصحیح“ مرتب کی وہ مالک ہیں ۔

فقہ مالک کی بنا

تجسّس معلوم ہونا چاہئے کہ فقہ امام مالک کی بنا اولاً حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہے ۔ وہ حدیث مسند ہو یا اصحاب فقہ کی مروی شدہ مرسل ۔

اس کے بعد فقہ امام مالک کی بنا عمر بن الخطاب کے فیصلوں پر ہے ۔ بعد ازاں ابن عمر کے فتوؤں اور ان کے عمل پر ہے ۔

اس کے بعد دوسرے صحابہ کے فتاویٰ اور فقہائے مدینہ کے فتاویٰ پر ، جن کے نام یہ ہیں :- سمیع بن المسیب ، عروہ بن زبیر ، قاسم ، سالم ۔ سلمان بن مسار ، ابو سلمہ ، ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام ، ابو بکر بن عمرو بن حزم اور خلیفہ المسلمین عمر بن عبد العزیز وغیرہم ۔

امام مالک نے اپنی فقہ کی بنیاد عمر (بن الخطاب) کے فیصلوں پر جو رکھی ہے ۔ تو وہ اس لئے کہ عمر (بن الخطاب) کی رائے اکثر وحی و تنزیل کے مطابق ہوتی تھی ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا اور جو اس میں سے بھا ، وہ عمر (بن الخطاب) کو دیا ۔ آپ نے اس کی تعبیر علم سے کی ۔ یہی وجہ ہے کہ غالب اوقات میں عمر (بن الخطاب) کے فیصلوں پر صحابہ کا اجماع ہوتا تھا ۔

باقی امام مالک کا ابن عمر کے عمل کو اپنی فقہ کی بنیاد بنانا ، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑے بڑے صحابہ نے ابن عمر کی استقامت کی شہادت دی ہے ۔ اور اس سلسلے میں دوسرے صحابہ پر جو باہمی جنگوں (فتنہ) کے بعد باقی رہ گئے تھے ۔ ان کی فوجیت مائی گئی ہے ۔ حذیفہ کا قول ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات پر ہمیں جس حال میں چھوڑا۔ عمر (بن الخطاب) اور عبد اللہ بن عمر کے سوا ہم میں کوئی ایسا نہیں، جس نے اس حال میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا ہو ...

اب رہا امام مالک کا اپنی فقہ میں اہل مدینہ کے تابعین کے اقوال اختیار کرنا، تو بات یہ ہے کہ مدینہ ملکوں کی روح اور شہروں کا دل ہے۔ اور علماء بہاں وقتاً فوقتاً آتے اور اہل مدینہ کے سامنے اپنی آراء پیش کرتے تھے اور یہ اس لئے کہ اہل مدینہ کے پاس مصنف اور منقح شکل میں علوم تھے، جو دوسروں کے ہاں نہیں تھے ...

مرسل اور منقطع احادیث سے استناد

الحافظ ابن حجر کہتے ہیں :- کتاب مالک (الموطا) ان (امام مالک) کے 'نیز ان لوگوں کے نزدیک جو اس امر میں ان کی تقلید کرتے ہیں کہ مرسل اور منقطع وغیرہ احادیث حجت ہیں' صحیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرسل اور منقطع حدیث پر عمل کرنے کے معاملے میں علما میں اختلاف ہے۔ امام مالک، امام ابو حنیفہ اور تبع تابعین میں سے اکثر علما ان پر عمل کرنے کو صحیح سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک عمر (ابن الخطاب) اور ان جیسے دوسرے صحابہ نیز اہل مدینہ میں سے تابعین کی جماعت کے اتفاق سے استبدال کرنا صحیح ہے۔ چنانچہ امام مالک اپنے اسی مسلک پر عامل ہیں اور ان کے نزدیک کسی حدیث کا مرسل یا منقطع ہونا اس کی صحت کے مثالی نہیں۔ اس اعتبار سے امام مالک، امام ابو حنیفہ اور باقی کے تبع تابعین کے نزدیک الموطا ساری کی ساری صحیح ہے۔

الحافظ ابن حجر کے اس قول پر السیوطی نے یہ اضافہ کیا ہے :- مرسل اور منقطع حدیث امام مالک اور جو اس مسئلے میں ان سے متفق ہیں، ان کے نزدیک حجت ہے۔ 'اور اسی طرح یہ ہمارے شافعیہ کے نزدیک بھی حجت ہے بشرطیکہ کسی مرفوع روایت یا موقوف روایت سے' جس کا کہ سلسلہ کسی صحابی پر ختم ہوا ہے۔ اس کی تائید ہوتی ہو صورت یہ ہے کہ الموطا